سلسلہ ادبیات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر (۲۰)

اسلامی حکومت

اور

ہندوستان میں اُس کا تمدنی اثر

از

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

سنہ ۱۹۱۰ء

مطبوعہ نولکشور سٹیم پریس لاہور

قیمت ۲؍

تعداد اشاعت ۲۰۰۰

وکیل ٹریڈنگ کمپنی کی نوطبع وجدید کتب

تدبیر

یہ رسالہ شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی کی تالیف ہے - اس میں آیات و احادیث کی سند سے ثابت کیا گیا ہے - کہ تقدیر کے جو معنے عام طور پر مسلمانوں میں مشہور ہیں وہ بالکل غلط ہیں قومی زندگی کے لئے بہترین قواعد و مصالح کی نگاہداشت و کوشش و تدبیر شرط ہے اور یہی منشاء الہٰی ہے تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہنا اور تدبیر سے غافل ہو جانا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے - قیمت ۲ر

حیات خسرو

حضرت امیر خسرو دہلوی کو اہل ایران خسرو شعراء مانتے ہیں وہ فارسی لٹریچر کے مجتہد اور ایک خاص طرز کے موجد تھے کاشی قزوینی وغیرہ ناموران عجم کو ان کے اتباع پر ناز ہے ہندی اور سنسکرت میں بھی وہ یگانہ روزگار تھے - اور ہماری زبان اردو کی بنیاد انہی نے پڑی ہے - اس کتاب (حیات خسرو) میں آنکے واقعات زندگی پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے کلام کی ہر صنف کا مکمل نمونہ پیش کیا گیا ہے نہایت دلچسپ اور دلکش سوانح عمری ہے قیمت ۱۲ر

الدین یسر

یہ محققانہ رسالہ درحقیقت حدیث نبوی الدین یسر (دین تو آسان چیز ہے) کی ایک بے مثل حکیمانہ تفسیر ہے جس میں نصوص صحیحہ سے ثبوت دیا گیا ہے کہ ہمارے مذہب کے اصول نہایت

ہندوستان میں اسلامی حکومت کے تمدن کا اثر

کسی غیر قوم کا کسی غیر ملک پر قبضہ کرنا کوئی جرم نہیں۔ ورنہ دنیا کے سب سے بڑے فاتح سب سے بڑے مجرم ہوں گے لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ فاتح قوم نے ملک کی تہذیب و تمدن پر کیا اثر پیدا کیا۔ چنگیز خاں فتوحات کے لحاظ سے دنیا کا فاتح اعظم ہے لیکن اس کی داستان کا ایک ایک حرف خون سے رنگین ہے۔ مرہٹے ایک زمانے میں تمام ہندوستان پر چھا گئے لیکن اس طرح کہ آندھی کی طرح آئے لوٹا مارا۔ چوتھ وصول کیا اور نکل گئے۔ بخلاف اس کے متمدن قوم جب کسی ملک پر قبضہ کرتی ہے تو وہاں کی تہذیب و تمدن وغیرہ بدل جاتی ہے۔ سفر کے وسائل رہنے سہنے کا طور۔ کھانے پینے کے طریقے۔ وضع و لباس کا انداز۔ مکانوں کی سجاوٹ۔ گھروں کی صفائی۔ تجارت کے سامان صنعت و حرفت کی حالت۔ ہر چیز پر ایک نیا عالم نظر آتا ہے۔ اور گو مفتوح قوم۔ ضد سے احسان نہ مانے لیکن در و دیوار سے شکر گزاری کی صدائیں آتی ہیں +

اسی معیار سے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان جو ہندوستان میں آئے۔ کس شان سے آئے۔ اور ملک پر ان کا کیا اثر ہوا۔ لیکن اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے پہلے ہم کو بتانا چاہیئے کہ ہندوستان کی قدیم تہذیب و تمدن کی حالت کیا تھی۔ چونکہ ہم اس مضمون میں صرف تیموری حکومت کے دور سے بحث کرنی چاہتے ہیں اس لیئے اسی زمانے سے پہلے کی حالت دکھانا کافی ہوگا ✣

اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ اس سے قبل کی اسلامی حکومتوں نے بھی ہندوستان کی تہذیب و تمدن کو کچھ نہ کچھ ضرور ترقی دی تھی۔ تاہم بابر نے ترکستان سے آکر ہندوستان کو جس حالت میں دیکھا اس کی تصویر اسی کے لفظوں[1] میں یہ ہے۔

اسپ خوب نے۔ گوشت خوب نے۔ انگور و خربزہ و میوہائے خوب نے۔ یخ و آب سرد نے۔ حمام و مدرسہ نے۔ شمع و مشعل نے۔ شمعدان نے۔

بجائے شمع ۔ مشعل و جمع کثیر چرکینے می باشند دیوٹی میگویند در دست چپ خود سہ پایہ خوردے را گرفتہ اند کہ از یک پایہ آن تیغ درکنار یک پایہ مشعل سر شمع دان بیک ہنے رابہ چوب

ہندوستان میں اچھے گھوڑے نہیں اچھا گوشت نہیں انگور نہیں خربزہ نہیں۔ برف نہیں۔ آب سرد نہیں۔ حمام نہیں۔ مدرسہ نہیں شمع نہیں۔ مشعل نہیں۔ شمع دان نہیں۔

شمع کے بجائے ڈیوٹ ہوتا ہے یہ تین پایہ کا ہوتا ہے ایک پایہ میں چراغ دان کے منہ کے شکل کا ایک لوہا ٹکڑا بھی میں ڈھل کرکے لگا دیتے ہیں۔ ایک دھیمی سی بتی

---

[1] بابر نے اپنے حالات ترکی زبان میں لکھے تھے جو تزک بابری کے نام سے موسوم ہے عبدالرحیم خان خانخاناں نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا جو بمبئی میں چھپ گیا ہے۔ یہ عبارت فارسی ترجمہ کی ہے۔

بہ ہمیں سہ پایہ مضبوط کردہ اند۔ یک فتیلہ سُستی را کہ برابر انگشت بودہ باشد بہ چوب آہن دار پایہ دیگر بستہ اند در دست راست ایشاں یک کدو تنبیت کہ سوراخ آں را تنگ گزاشتہ اند کہ روغن از انجا باریک شدہ مے ریزد۔ بادشاہان و امرائے ایشاں شبہا اگر کاری کہ احتیاج بہ شمع داشتہ باشند ہمیں دیوٹ ہائے چرکین ایں چراغ آوردہ نزدیک گرفتہ مے استیند

در باغ و عمارتہا آب ہائے روان نے۔ در عمارات او صفا و ہوا و اندام و سیاق نے۔ رعیت و مردم ریزہ تمام پائے برہنہ میگردند۔ لنگوٹہ گفتہ یک چیزے بندند۔ زنان آنہا خود یک لنگے بستہ اند نصف آن را در کمر بستہ اند و نصف دیگر را بر سر خود انداختہ اند۔

تزک بابری صفحہ ۲۰۴)

بتی دوسرے پاے میں لگی ہوتی ہے داہنے ہات میں کدو کی ایک تونبی ہوتی ہے جس کا سوراخ تنگ ہوتا ہے، اسی کی راہ سے تیل کی پتلی سی دھار گرتی ہے راجوں اور مہراجوں کو رات کے وقت روشنی کا جب کچھ کام پڑتا ہے تو نوکر چاکر یہی کثیف دیوٹ لےکر ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔

باغوں اور عمارتوں میں آب رواں نہیں، عمارتوں میں نہ صفائی ہے۔ نہ موزونی نہ ہوا۔ نہ تناسب عام آدمی ننگے پاؤں ایک لنگوٹی لگائے پھرتے ہیں۔ عورتیں لنگی باندھتی ہیں۔ جس کا آدھا حصہ کمر سے لپیٹ لیتی ہیں اور آدھا سر پر ڈال لیتی ہیں۔

بابر کو قریبًا چار سو برس ہوئے لیکن آج بھی ہندوستان اس کے بیان کی عینی شہادت دینے کو موجود ہے۔

اب دیکھو تیموریوں نے ہندوستان میں آکر تہذیب و تمدن کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تہذیب و تمدن کی سینکڑوں جزئیات ہیں ان میں سے مختصرًا ہم بعض بعض کی تفصیل لکھتے ہیں۔

زمین کی پیداوار ہندوستان اگرچہ زراعتی ملک ہے اس لئے نباتات اور ثمرات

کی قسم سے تمام چیزیں یہاں پیدا ہونی چاہیئے تھیں۔ لیکن ہندو۔ چونکہ ملک سے کبھی نکلتے نہ تھے۔ اس لئے ان کو دنیا کے ثمرات اور مزروعات کی خبر نہ تھی اِس کے سوا۔ اُن کی قناعت پسند طبیعت کے لئے بڑھل۔ کٹھل اور بھوٹ کیا کم تھی۔ تیموریوں نے یہاں آنے کے ساتھ اس طرف توجہ کی۔ اور ایران وخراسان کے لطیف پھول اور پھل لاکر تمام ہندوستان میں پھیلا دئے۔ قلم اور پیوند لگانے سے ہندو مطلقاً واقف نہ تھے سب سے پہلے اکبر کے زمانے میں محمد قلی افشار نے جو کشمیر میں داروغہ باغات تھا کابل سے شاہ آلو منگواکر۔ پیوند لگایا اور پھر عام رواج ہوگیا۔ تاہم اکبر کے زمانے تک آم کی قلم نہیں لگ سکتی تھی۔ خافی خاں واقعات ۱۱۲۹ھ ہجری (صفحہ ۳۰۳) میں لکھتا ہے۔

پیوند دادن اشجار میوہ دار در کشمیر وتمام ہندوستان
نہ بود محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر در عہد عرش آشیانی
اول نہال شاہ آلو از کابل طلبیدہ پیوند نمودہ بہ آب وہوائے
آں جا موافق آمد۔ از آں ایام رواج یافت وسال بسال
در ہمہ بلاد ہندوستان ازیں پیوند۔ میوہ ہائے شاداب وشیریں
بالیدہ گردیدند الا درخت انبہ را پیوند نتوانستند نمود۔

اسی زمانے میں اور بہت سے میوے۔ ولایت سے آئے آنناس بھی اسی زمانے میں یورپ سے آیا۔ جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔ (صفحہ ۳)

میوہ جات

دریام حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) اکثر میوہ ہائے ولایت

که در هند نبود بهم رسید- اقسام انگورها از صاحبی و حبشی و
کشمشی در شهرهای مقرر شائع گشتند! از جمله میوه ها میوه ایست
که آں را اناناس مے نامند و در بنادر فرنگ مے شود در غایت
خوشبوئی و راست مزہ گی است- در باغ گل افشاں آگرہ ہر
سال چندیں ہزار بر مے آید × × × درختان سرو- و صنوبر-
و چنار- و سفیدار- و بید موله که ہرگز در ہندوستان خیال
نہ کردہ بودند بہم رسیدہ و بسیار شدہ و درخت صندل کہ خاصہ
جزائر بود در باغ نشو و نما یافتہ-

درخت

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں صندل کے درخت عموماً
باغوں میں ہوتے تھے حالانکہ آج اس ترقی کے زمانے میں بھی یہاں
صندل کا نام و نشان نہیں- پستہ بھی آج کل ہندوستان میں پیدا نہیں
ہوتا لیکن اکبر کے زمانے میں پستہ کا درخت بویا گیا اور بارآور ہوا-
آئین اکبری میں ہے-

ہمچناں تربز- و شفتالو- و بادام و پستہ و انار و جز آں
پیدائی گرفت-

پھول

پھول ہندوستان میں یوں بھی کثرت سے تھے یہاں تک کہ جہانگیر
جب کشمیر گیا- تو استاد منصور کو جو شاہی مصور تھا حکم دیا کہ خاص کشمیر
کے پھولوں کی تصویریں کھینچے چنانچہ سو سے زیادہ پھولوں کی تصویریں لی
گئیں- تزک میں **جہانگیر** خود لکھتا ہے-

آنچہ نادر العصری استاد منصور نقاش شبیہ کشیدہ از یک صد گل متجاوز ست۔

لیکن تیموریوں کی خوش مذاقی نے اس پر قناعت نہ کی بلکہ ایران اور توران کے پھول منگوا کر ہندوستان کو ایران کا چمن زار بنادیا۔ آئین اکبری میں ہے۔

وگلہاے ایرانی و تورانی از گل سرخ و نرگس و بنفشہ و یاسمن کبود و سوسن و ریحاں رعنا و زیبا و شقائق و تاج خروس وقلغہ و نافرمان و خطمی و جز آں بسیار شود۔

ہندوستان کے گنوار مالی۔ باغ میں یوں ہی بے ترتیب درخت لگاتے تھے۔ چمن بندی۔ خیابان۔ جدول۔ تختہ بندی کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا نہ باغوں میں کسی قسم کی عمارت اور آبشار۔ ہوتے تھے۔ بابر نے ہندوستان میں آکر ان چیزوں کو رواج دیا۔ ابوالفضل لکھتا ہے۔

تختہ بندی و روش

پیشتر در بستان ہا درہم ے کشتند۔ ازاں باز کہ قدوم (بے ترتیب ۱۲) فردوس مکانی (بابر) ہندوستان را فروغ افزود۔ خیابان بندی و طرح آرائی پدید آمد و عمارت ہاے دلکشا و آبشار ہاے سامعہ افروز دیدہ وراں آفاق را بہ شگفت آورد۔

صنعت اور مصنوعات

تیموریوں نے سیکڑوں قسم کی صنعتیں جاری کیں جن سے یہاں کے اصلی باشندے ناواقف تھے۔ ان سب کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ہم صرف بعض کے نام اور مختصر کیفیت

لکھتے ہیں۔

پارچہ جات۔ ہندو ہمیشہ سے نہایت سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور غالباً اُن کو گزی گاڑھے کے سوا اور کچھ بُننا نہ آتا ہوگا۔ اکبر نے دلی۔ لاہور۔ آگرہ۔ فتح پور۔ احمد آباد۔ گجرات میں۔ پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے جاری کئے اور ایران فرنگستان۔ چین سے کاریگر بلوا کر ہر قسم کے قیمتی۔ کپڑے طیار کرائے۔ ابوالفضل لکھتا ہے۔

کپڑے

از توجہ گیتی خداوند گوناگون قماش چہرہ برافروخت و ایرانی و فرنگی و خطائی فراوان شدو اُستادان کارپرداز و ہنرمندان نادرہ آئین آمدہ ہنگامہ آموزش (تعلیم) گرم ساختند در پیشگاہ حضور شہر لاہور و فتح پور و احمد آباد و گجرات کارنامہا پدید آمد۔ گوناگون تصویر نقش و گرہ و شگرف طرح (بوشہ ۱۲) ہا روائی (رواج ۱۲) گرفت۔ و عالم نوردان (سیاح ۱۲) کالاشناس بہ شگفت افتادند۔ از قدردانی نادرہ کاران زود یاب ایں مرز (ملک ۱۲) نیز آموختند۔

ابوالفضل نے ان میں سے جن کپڑوں کے نام اور ان کی قیمتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مخمل[1] زربفت۔ فرنگی[2]۔ گجراتی[3]۔ کاشی[4]۔ ہروی[5]۔ طاس[6] گجراتی۔ دارائی[7]۔ مقیش[8]۔ شردانی[9]۔ مشجر[10] فرنگی۔ دیباے[11] فرنگی۔ دیباے[12] یزدی۔ خارا[13]۔ اطلس[14] خطائی۔ دوار[15] خطائی۔ خز[16]۔ مخمل[17] فرنگی۔ خانی[18]۔ سہ رنگ[19]۔ قطنی[20]۔ کتان[21] فرنگی۔ تافتہ[22]۔ ابری[23]۔ مطبق[24]۔

یہ سب ریشمی کپڑوں کے نام ہیں۔ سوتی کپڑوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

چوتار۔ململ۔ نین سکھ۔ سری صاف۔ گنگاجل۔ بھیروں۔

سالو۔ بہادر شاہی۔ گریہ سوتی۔ شیلہ وکنی۔ مہر کل۔ سہن۔ جھونہ۔

اساولی۔ محمودی۔ پنجتولیہ۔ جبولہ۔ چھینٹ وغیرہ وغیرہ۔

شال

شال جو کشمیر میں بنتی تھی اکبر نے اس کو بھی بہت ترقی دی۔ پہلے صرف تین چار رنگ کی شالیں ہوتی تھیں۔ اکبر نے طرح طرح کے نئے رنگ ایجاد کیئے۔ مثلاً نارنجی۔ برنجی۔ قرمزی۔ کاہی۔ ارغوانی۔ عنابی۔ عسلی۔ سوسنی۔ جگری۔ زمردی وغیرہ وغیرہ پوری تفصیل آئین اکبری میں ہے۔ اس کے علاوہ پہلے سادی شال بنتی تھی۔ اکبر نے اور بہت سی قسمیں ایجاد کیں۔ ابوالفضل لکھتا ہے۔

ونیز زردوزی وکلابتون وکشیدہ وقلغہ وباندھنوں وچھینٹ

واُلچہ وپرزدار۔ از فروغ خاطر والاست۔

پہلے شال کا کارخانہ صرف کشمیر میں تھا۔ اکبر کے زمانے میں خاص لاہور میں ہزار سے زیادہ کارخانے جاری ہوگئے۔

بندوبست اراضی اور پیمائش

ہندوؤں کے زمانے میں تشخیص مالگذاری کا صرف یہ طریقہ تھا۔ کہ ہل پیچھے کچھ رقم مقرر کر دیتے تھے زمین کی پیمائش اور مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے جمع کی تشخیص نہیں جانتے تھے۔ **خافی خاں** لکھتا ہے۔

مخفی نماند کہ ولایت پُر وسعت شش صوبہ دکن از قدیم ملک بود زرخیز

سیر حاصل کہ دستور تشخیص جمع مال بر سر بیگہ وشمار و پیمودن زمین

بجریب وتقسیم غلہ نمودہ گرفتن درمیان نبود۔ چناں مقرر بود

کہ ہر یکے از دھاقین ومزارعان کہ بیک قلبہ (ہل) ویک جفت گاؤ

انچہ مے توانست۔ کشت کارمے نمود وہر جنسے از حبوبات وبقولات

کہ مے خواست مے کاشت بر سر قلبہ قلبے بہ اختلاف بلاد وپرگنات

در سرکار مے داد۔ باز پرس کیفیت بہم رسیدن غلہ وغیرہ درمیان

نمے آید۔"[1]

خافی خاں نے دکن کے ذکر کی خصوصیت کی وجہ سے دکن کا نام لیا۔ ورنہ کل ہندوستان کا یہی حال تھا۔ سب سے پہلے اکبر کے عہد ۲۷ سنہ جلوس شاہی میں راجہ ٹوڈرمل نے زمین کی پیمایش کرائی۔ اس کے مختلف درجے قایم کیے۔ اور اختلاف درجات کے لحاظ سے مختلف شرحیں مقرر کیں۔ لیکن دکن میں اب تک وہی قدیم طریقہ جاری تھا۔ شاہ جہان کے عہد میں مرشد قلیخاں نے جو دکن کا صوبہ دار تھا حسب ذیل انتظامات کیے[2]۔

(۱) زمین کی پیمایش کرائی۔

(۲) قابل زراعت اور ناقابل زراعت کی تفریق کی۔

(۳) تقاوی دینے کا قاعدہ جاری کیا۔

---

[1] خافی خاں صفحہ (۷۳۲)

[2] خافی خاں (صفحہ ۷۳۲، و ۷۳۳) میں یہ تفصیل ہے میں نے اسی کا ترجمہ کر دیا ہے۔

(۴) تشخیص جمع کے متعدد طریقے مقرر کئے۔

(۱) **بٹائی** اس میں زمین کی تین قسمیں کیں۔ بارانی اس میں نصف بٹائی مقرر کی یعنے جس قدر غلہ پیدا ہو۔ اس میں آدھا۔ سرکاری حق ہے۔"

چاہی یعنے وہ زمین جو آب پاشی کے ذریعے سے کام میں لائی جائے۔ اس میں صرف ایک تہائی سرکار کا حق تھا۔ ایکھ۔ انگور۔ کیلہ۔ پوست۔ زیرہ۔ اسپغول۔ ان چیزوں میں نویں حصے سے لے کر چہارم تک سرکاری مالگذاری میں داخل ہوتا تھا۔

نہری۔ یعنے وہ زمین جس میں نہروں سے آب پاشی کی جاتی تھی۔

(۲) جریب۔ اس طریقے میں فی بیگہ۔ چوتھائی پیداوار لی جاتی تھی۔

شاید ایک نکتہ چین بول اُٹھے کہ زمین کا بندوبست وغیرہ جو کچھ کیا تھا۔ ٹوڈرمل نے کیا تھا جو ہندو تھا لیکن یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہر سلطنت میں دوسری قوموں سے بھی کام لیا جاتا ہے لیکن وہ سلطنت ہی کے کارناموں میں محسوب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ٹوڈرمل کے اکثر کاموں میں امیر فتح اللہ شیرازی کی شرکت تھی جس کے فضل وکمال کا تمام ہندوستان اور ایران میں جواب نہ تھا ابوالفضل اسکی نسبت کہا کرتا تھا کہ اگر کہن نامہ ہائے دانش مفقود شوند او اساس نو برنہد"

سنہ ۳۰ جلوس اکبری میں وہ امین الملک مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ راجہ **ٹوڈرمل** کے مشورے سے ملکی اور مالی کاموں کو انجام دے۔ چنانچہ مآثر الامرا میں ہے۔

حکم شد کہ راجہ ٹوڈرمل مہمات ملکی ومالی بہ صواب دید میر
روبراہ کند۔ وکہن معاملہا کہ از زمان مظفر خاں تشخیص نیافتہ
بہ انجام رساند امیر فصلے چند کہ متضمن کفایت سرکار ورفاہ
رعایا بود برگذارد۔ پذیرفتہ شد (صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

افزائش و ترقی حیوانات

کسی ملک کے تمدن کی ترقی کا ایک بڑا لازمہ یہ ہے کہ غیر ملک کے حیوانات کی نسلیں اضافہ کی جائیں۔ ملکی جانوروں کی نسلوں کی ترقی وتربیت اور وسعت کا انتظام کیا جائے۔ تیموریوں نے اس صیغے کو بے انتہا ترقی دی۔

اونٹ

اونٹ اس ملک میں بالکل نہیں ہوتے تھے۔ ضرورت کے لئے باہر سے منگوائے جاتے تھے اور اس وجہ سے ہر شخص کو میسر نہیں آسکتے تھے اکبر نے اس کے لئے ایک خاص مویشی خانہ قائم کیا اور چند روز میں نہایت عمدہ نسلیں طیار ہوگئیں۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

وبہ شاہی خواہش راچناں نتاج برگرفتند کہ از عراقی
بُختیان برگذشت (صفحہ ۶ جلد سوم مطبوعہ نول کشور)

اجمیر۔ جودھ پور۔ ناگور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ بھنڈا میں کثرت سے نسلیں پھیلیں۔ ابوالفضل نے لکھا ہے۔ کہ ایک ایک شخص کے پاس دس دس ہزار اونٹ تک ہوتے تھے۔

ہندوستان کے اصلی گھوڑے پست قد ہوتے تھے جن کو اس

میں گوٹ یا ٹانگن کہتے تھے۔ اکبر کے زمانے میں سوداگر عراق۔ عرب۔ روم۔ ترکستان۔ بدخشاں۔ تبت وغیرہ سے گھوڑے لاتے تھے۔ لیکن اکبر نے نئی نسلوں کے پیدا کرنے کا انتظام کیا اور نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑوں کی نسلیں طیار ہوگئیں **جہانگیر** تزک میں لکھتا ہے۔

گھوڑے

پیش از عہد دولت حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) مدار سواری مردم ایں جا بر گونٹ بود۔ اسپ کلان نمے داشتند۔ مگر از خارج اسپ عراقی و ترکی رسم تحفہ جہت حکام آوردندے **گونٹ** عبارت از یابوئے ست چہار شانہ بہ زمین نزدیک سایہ کوہستان ہند فراوان مے باشد۔ بعد از اں کہ ایں گلشن خدا آفرین بہ تائید دولت و یمن تربیت خاقان سکندر آئین رونق جاوید یافت بسیارے از یماقات ماوریں صوبہ جاگیر رحمت فرمودہ گلہ ہائے اسپ عراقی و ترکی حوالہ شد کہ کرہ (بچھیرے) بگیرند۔ دراندک فرصت اسپان بہم رسیدہ" (صفحہ ۳۰۱)

ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

کارشناسان دیدہ ور ونتائج ایں ہوش پذیر آدمی خو دل بستند۔ دراندک فرصتے ہندوستان باعبستانِ عرب آمد و بسیارے از عربی و عراقی جدا نتوانند کرد۔ (جلد اول صفحہ ۹۴)

اس کے بعد گھوڑوں کی خرید و فروخت اور ترقی اور نمائش کے لئے اکبر

نے جو انتظامات کئے تھے اُس کو ابو الفضل نے بہ تفصیل لکھا ہے۔

خچر | خچر صرف **پکھلی** کے علاقے میں ہوتے تھے۔ لیکن سواری کے قابل نہیں ہوتے تھے اور لوگ اس کی سواری کو گدھے کی طرح ننگ سمجھتے تھے **اکبر** نے اس کی نسل کو اس قدر ترقی دی کہ ہزار روپے تک اس کی قیمت پہونچی اور لوگوں کو اس کی سواری سے عار نہ رہا۔[1]

اکثر جانور ایسے ہیں جو جنگل کے سواء بچے نہیں جنتے۔ مثلاً ہاتھی۔ شیر۔ چیتے۔ چکور۔ سارس وغیرہ۔ لیکن تربیت کے ذریعے سے اس قدر اُنکے اخلاق اور عادات میں تغیر پیدا کیا گیا۔ کہ گھروں میں ان سے بچے اور انڈے پیدا ہوئے۔ اکبر نے ایک زمانے میں ہزار چیتوں کو یک جا کیا اور چاہا کہ نر مادہ سے جفت ہو۔ لیکن ناکامیابی ہوئی۔ **جہانگیر** کے عہد میں اس قدر تغیر ہوا کہ ہاتھی اور چیتے۔ مادہ سے جفت ہوئے اور بچے جنے۔ جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

یوز مقرر ست کہ در غیر جاہائے کہ مے باشد۔ بہ مادہ خود
جفت نے شود چنانچہ والد بزرگوارم یک مدتے تا ہزار یوز
جمع کردہ بودند بسیار خواہان آں بودند کہ آں ہا بایک دگر
جفت شوند اصلاً نہ شد و بارہا یوزہائے نر و مادہ در باغات
قلادہ بر آوردہ سر دادند ہم انجام نشد دریں ایام یوز نرے

---

[1] آئین اکبری جلد اول صفحہ ۱۰۴۔

قلادہ خود را گسیختہ برسر مادہ یوزے مے رود و جفت مے شود بعداز دو نیم ماہ سہ بچہ زائید و کلاں شدند"

جہانگیر نے فخریہ لکھا ہے کہ میرے زمانے میں صحرائی جانور اس قدر رام ہو گئے ہیں کہ شیر اور چیتے قطار در قطار۔ بے قید و زنجیر شہر میں چھوٹے پھرتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے۔ ہتنی۔ شیرنی۔ چکور کے بچہ جننے اور انڈے دینے کا حال جہانگیر نے تزک میں لکھا ہے۔

جہانگیر نے ایک عظیم الشان جانور خانہ طیار کرایا تھا۔ اس کو حیوانات کا اس قدر شوق تھا کہ اپنے ایجنٹوں کو دور دراز مقامات پر نئے نئے جانوروں کے مہیا کرنے کے لئے بھیجتا تھا۔ ایک دفعہ مقرب خاں کو گووا میں بھیجا کہ وہاں سے یورپ وغیرہ کے نادر جانور خرید کر کے لائے مقرب خاں بے شمار زر و سیم خرچ کر کے بہت سے عجیب و غریب جانور لایا۔ انہیں میں پیرو بھی تھا جس کو انگریزی مرغی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کو جہانگیر نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کا اقتباس یہ ہے۔

جانور

حسب الحکم با ستعداد تمام بہ گووا رفتہ و مدتے دراں جا بودہ نفایسے کہ دراں بندر بہ دست افتاد اصلا روے زر ندیدہ بہر قیمتے کہ فرنگیاں خواستند زر دادہ گرفت۔ از ہر جنس چیز ہا تحفہا داشت ازاں جملہ جانورے چند آوردہ بود بسیار عجیب و غریب چنانچہ تا حال نہ دیدہ بودم بلکہ نام اورا کسے نے دانست۔

جہانگیر نے ان تمام جانوروں کی تصویریں بھی کھنچوائیں چنانچہ تفصیل اس کی آگے آئے گی ان میں سے ایک جانور کا حال ان لفظوں میں لکھا ہے۔

میمونے آوردہ بود بہ ہیأت غریب۔ دست و پا و گوش و سر او بعینہ میمون ست و روے او بروے روباہ مے ماند۔ رنگ چشمہاے او برنگ چشم باز لیکن چشم او از چشم باز کلان تر ست۔ از سر او تا سر دم یک درع معمول بودہ است از میمون پست تر۔ و از روباہ بلند تر ست۔ پشم او بہ طریق پشم گوسفند و رنگ آں خاکستری ست۔ از بنا گوش تا زنخ سرخ ست مے گون۔ و گاہے آوازے از و ظاہر مے شود بطریق آواز آہو برہ۔ مجملا خیلے غرائب دارد +

جانوروں کی پرورش۔ پرداخت۔ تربیت۔ علاج وغیرہ کے متعلق اس قدر سامان فراہم کئے گئے تھے کہ اُن کی تفصیل اس مضمون میں نہیں آسکتی۔ آئین اکبری اور تزک جہانگیری دیکھنی چاہیئے۔

سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں ولایت زیر باد سے ایک عجیب وغریب پرند۔ چڑیا خانہ میں داخل ہوا۔ جس کی کیفیت جہانگیر نے اِن الفاظ میں لکھی ہے۔

یکے از خصوصیات ایں جانور آن ست کہ تمام شب پاے خود را برسر شاخ درختے و پا چوبی کہ او را برآں نشانیدہ باشند بند کردہ خود را سرشیب (اُلٹا) مے سازد و با خود زمزمہ مے کند۔

آب مطلق نے خوردو ورطبیعت او کار زہرمے کند۔ واں کہ

بقائے حیوانات بر آب است[1]۔

رفاہ عام کے کام عمارات اور سڑک وغیرہ

اس محکمہ کو تیموریوں نے بے انتہا ترقی دی۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ سنگ بنیاد شیر شاہ نے رکھا تھا۔ تیموری اس کے مقلد تھے۔ شیر شاہ نے بنگالہ سے آگرہ۔ مانڈو۔ اور سونپت تک راستہ میں مسجدیں۔ پختہ کنوئیں اور سرائیں بنوائیں اور حکم دیا کہ ہندو اور مسلمان سب کے لئے سراؤں میں کھانا مہیا رہے۔ سڑکوں کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگائے۔ چنانچہ خافی خاں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

سڑک
کنوئیں
سرائیں

مابین راہ بنگالہ تا اکبرآباد و مانڈو و سنپت۔ کہ مسافت بعید ست برائے مسافران مسجد و چاہ پختہ ساختہ و در مساجد موذن وجاروب کش۔ بمدد وظیفہ مقرر نمود۔ و از سراہا طعام پختہ وخام برائے مسافرین ومترددین مسلمین و ہنود قرار دادہ جہت پختن آں غلامان و نوکران نگاہ داشتہ بود۔ گویند آتش چراغ سراہائے ہند کہ بہ بھٹیارہ و بھٹیاری زباں زد مردم ہند گردیدہ اند از اولاد ہماں ہا ماندہ اند و مقرر نمودن اسپان سرکار در سراہا برائے زود رسیدن اخبار مختلفہ روزگار بہ دربار بطریق

---

[1] توزک جہانگیری صفحہ (۱۳۳)

[2] خافی خاں جلد اول صفحہ ۱۰۲ واقعات ۹۵۲ھ ہجری۔

ڈاک از اختراع اوست - درمابین راہ ہا اشجار میوہ دار و درختان سایہ دار برائے آرام مسافران نشاندہ[1] -

جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال اس محکمہ کی طرف توجہ کی - چنانچہ احکام دوازدہ گانہ میں سے دوسرا حکم یہ تھا کہ راستوں میں مسجدیں - کنوئیں اور سرائیں طیار کی جائیں - اس کے ساتھ یہ حکم دیا کہ جو شخص لاوارث مرے اس کی متروکہ سے مسجدیں اور سرائیں کنوئیں اور تالاب تعمیر کئے جائیں اور پلوں کی مرمت کرائی جائے انہیں احکام دوازدہ گانہ میں یہ بھی تھا کہ تمام بڑے بڑے شہروں میں اسپتال بنائے جائیں جن میں سرکاری طبیب علاج کے لیئے مقرر ہوں - اور دوا وغیرہ کا صرف سرکار سے دیا جائے[2]

سال اول جلوس میں **جہانگیر** نے حکم دیا کہ تمام شہروں میں غلہ خانے قائم کیئے جائیں - جہاں راہبروں اور مسافروں کو کھانا تقسیم کیا جائے چنانچہ تزک میں لکھتا ہے[3]

در تمام ممالک محروسہ خواہ در محال خالصہ وخواہ جاگیردار حکم فرمودم
کہ غلہ خانہ ہا ترتیب دادہ بجہت فقرا اخورگنجی اش

---

[1] خافی خاں جلد اول صفحہ ۲۰۲ واقعات ۹۵۲ ہجری

[2] تزک جہانگیری - صفحہ (۳)

[3] جہانگیری صفحہ (۴)

آں محل طعام درویشانہ طبخ مے نمودہ باشند تا مجاوران و مسافراں
بہ فیض رسند۔

لنگر خانے سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں اس صیغہ کو اور وسعت دی یعنے عام طور پر فقرا کے
لئے لنگر خانے بنوائے چنانچہ تزک میں لکھتا ہے۔[1]

مضمون ذی قعدہ حکم کردم کہ در شہرہائے کلانِ ممالک محروسہ
مثل احمد آباد و الہ آباد و لاہور و آگرہ دہلی وغیرہ غلور خانہ بہ جہت فقرا ترتیب
دہند۔

سنہ ۱۰۲۸ ہجری میں اس پر اور اضافہ کیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل خافی خاں
ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

درہمیں سال کہ مراد از سنہ ہزار و بست و ہشت باشد حکم فرمودند کہ مابین راہ از لاہور
تا متعلقہ سرحد مالوا بہ فاصلہ یک کروہ جریبے یک میل و مابین دو میل یک
چاہ بسازند و ہمہ جا دو رستہ درختان سایہ دار نشانند و بہ زمینداران (کوس ۱۲)
و حکام۔ احکام تربیت اشجار صادر فرمودند ہر جا محال خالصہ۔
(یعنے شاہی جاگیر) برائے ساختن سرا حکم نمودند و بامرا
حکم فرمودند کہ در تعلقہ محال جاگیر خود ہر مکانے کہ قابل سرا
ساختن باشد برائے نزول مسافرین و متردین سرائے
پختہ و مسجد و چاہ بسازند۔ و اکثر جاگیر داران

---

[1] تزک جہانگیری صفحہ (۳۵)

بموجب اشارہ بادشاہ دہم چشمے یک دیگر بنائے خیر احداث سرا مابین
هر چهار پنج کروه گذاشتند[1]

غور کرو ایک ایک کوس پر میل، دو میل کے بیچ میں ایک ایک کنواں اور چار چار میل کے بیچ میں سرائیں بنوانا۔ کس قدر مصارف کثیر کا کام ہے اور جس ملک میں یہ انتظام ہو وہاں سفر کرنا کس قدر آسان ہوگا +

جہانگیر نے سڑک پر جو میل بنوائے تھے وہ بڑے بڑے چوڑے مینار کی شکل کے تھے اور آج بھی پنجاب کی راہ میں موجود ہیں۔ اور ریل پر سے نظر آتے ہیں۔

راستہ کے امن وامان اور سفر کی آسانی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایران اور بغداد اور شام کی چیزیں ہندوستان کے بازاروں میں اس کثرت سے ملتی تھیں کہ خود ان ملکوں میں نہیں مل سکتی تھیں۔ دیر پا چیزیں ایک طرف پھل اور میوے تین تین مہینے کے راستے سے تازہ بہ تازہ پہنچتے تھے۔ جہانگیر نے ایک موقع پر خود اس انتظام پر استعجاب کے ساتھ خدا کا شکر کیا ہے۔ سالہ جلوس میں جب اس کے دسترخوان پر مختلف ملکوں کے تازہ میوے ایک ساتھ چنے گئے تو اس کو بھی حیرت ہوئی اور بول اٹھا کہ اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے چنانچہ لکھتا ہے۔

---

[1] خافی خاں صفحہ (۲۹۰)

دریک خوان چندیں قسم میوہ حاضر آوردند خربزہ کاریز و خربزہ بدخشاں وکابل وانگور سمرقند۔ و بدخشاں وسیب سمرقند۔ و کشمیر و جلال آباد۔ وانناس کہ از میوہ ہائے بنادر فرنگ است۔ و کولہ کہ در شکل واندام خوردتر از نارنج ست و در صوبہ بنگالہ خوب مے شود شکر ایں نعمت بہ کدام زبان ادا تواند نمود۔ (صفحہ ۱۷۳)

یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ یہ انتظام بادشاہوں کے لئے مخصوص تھا۔ بلکہ ہر کس و ناکس کو یہ چیزیں بازار میں میسر آسکتی تھیں۔ آئین اکبری میں تفصیل سے لکھا ہے کہ کہاں کہاں سے میوہ جات آتے تھے اور تمام بازاروں میں بکتے تھے۔

آج اس وسعت۔ اس انتظام۔ اس ترقی کے زمانے میں ہمکو بلوچستان اور کابل سے اُدھر کے میوے نصیب نہیں ہوسکتے۔

نامہ بر کبوتر راستوں کے انتظام اور ڈاک کے بیان میں یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ معمولی طریقے کے علاوہ نامہ بر کبوتر بھی تیار کئے گئے۔ اور ان سے کام لیا گیا۔ چنانچہ جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

بہ کبوتربازاں فرمودم کہ ایں ہارا آموختہ کنند وایں کبوتربازاں چند جفتے را چناں آموختہ کردند کہ دراول بروند کہ از ماندو پرواز آں ہا مے نمودیم اگر کثرت باراں لبیار مے شد نہامتش تا دو نیم پہر بلکہ تا یک و نیم پہر بہ

بدان پرے رسیدند واگر ہوا بغایت صاف مے بود اکثرے
دریک پہر مے رسیدند (صفحہ ۱۹۱)

ایجادات و اختراعات

تمدن کی ترقی کا ایک ضروری نتیجہ ایجادات اور اختراعات ہیں۔ تیموریوں کے زمانے میں ہر شاخ میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ ان میں سے جو علمی ایجادات تھے۔ ان میں سے بعض کا حال ہم لکھتے ہیں۔

ایک عجیب وغریب حوض

یہ حوض۔ فن عمارت کی ایک ایسی بوالعجبی تھی جسکی نظیر آج بھی مشکل سے ملے گی۔ اس کا موجد حکیم علی تھا جو اکبر کے دربار کا مشہور حکیم اور موجد تھا۔ یہ حوض حکیم موصوف نے سنہ ۳۹ جلوس اکبری میں بنایا تھا جس کی یہ کیفیت[1] تھی کہ حوض کے اندر ایک مختصر سا کمرہ تھا جس میں دس بارہ آدمی بیٹھ سکتے تھے کمرے میں ہر طرف سے روشنی آتی تھی لیکن ہوا کا رخ اس طرح قائم کیا تھا کہ پانی نہیں آ سکتا تھا۔ کمرہ فرش وفروش سے آراستہ رہتا تھا کھانا بھی طیار ملتا تھا۔ مآثر الامرا میں اس کا حال اور اکبر کے سیر کرنے کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے۔

در کنج حوض سرے بہ آب فرو بردہ دو سہ زینہ پائین رفتہ
بداں خانہ درآمد بسیار بہ تکلف آراستہ۔ در غایت روشنی
جائے دہ دوازدہ کس ست فرش خواب ورخت پوشش مہیا

[1] آئین اکبری جلد اول صفحہ ۳۴۔

"وحاضری طعام موجود چنیچہ جلہ کتاب در طاق ناگذاشتہ سہوائے
گذاشت کہ یک قطرۂ آب اندرون درلبیہ وچوں بادشاہ
لختے درنگ فرمود غریب حالتے بر مردم بیروں روآورد۔"[1]

سنہ ۱۰۱۸ ہجری میں جہانگیر نے اس کی سیر کی چنانچہ تزک میں اس کا حال لکھتا ہے۔

"در حوض مذکور شش گز در شش گز ست۔ ودر پہلوے حوض
خانہ ساختہ شدہ در غایت روشنی کہ راہ بہ آں خانہ ہم از درون
آب ست وآب از آں راہ درون در نے آید دہ دوازدہ کس
دراں خانہ صحبت مے داشتند"[2]

کل کی چکی | یہ چکی امیر فتح اللہ شیرازی نے ایجاد کی تھی جو سنہ ۹۹۱ ہجری میں اکبر کے حسب الحکم فتح پور میں آیا۔ اور امین الملک کے عہدے پر ممتاز ہوا تھا۔ یہ چکی پانی اور ہوا وغیرہ کے زور سے نہیں بلکہ خود بخود چلتی تھی ماثر الامرا میں لکھا ہے۔

آسیائے ساختہ کہ خود حرکت مے کرد۔ وآرد مے ساخت[3]

آج تو یہ ایجاد ایک معمولی بات ہے لیکن اس زمانے میں یورپ

---

[1] ماثر الامرا جلد اول صفحہ ۵۰۰۔
[2] تزک جہانگیری صفحہ ۷۳۔
[3] ماثر الامرا جلد اول صفحہ ۱۰۳۔

میں بھی عجیب سمجھی جاتی ہوگی۔

توپ کی مختلف قسمیں اکبر کے صناعوں نے مختلف طرح کی توپیں ایجاد کیں ان میں سے ایک سترہ نال کی تھی۔ اور ایک ہی دفعہ سب نالیں سر ہوتی تھیں۔ ایک ایسی تھی کہ چوڑیوں کے حلقے کی طرح سے الگ الگ ہو جاتی تھی۔ اور ضرورت کے وقت حلقے ملا دیتے تو ایک توپ بن جاتی تھی۔ چنانچہ ابو الفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

گوناگون اختراع فرمودہ جہانے بہ شگفت زار افتاد۔ یکے

بروے کار آوردہ یورشہا از ہم جدا کردہ بہ آسانی برند۔

ونیز ہفدہ را چناں یکتائی داد۔ کہ یک فتیلہ ہمہ را آتش دہد

ونیز چناں برساخت کہ یک فیل بہ آسانی کشد و آن را گجنال

نامند۔

گوے آتشین اکبر کبھی کبھی راتوں کو گیند کھیلتا تھا۔ اس لئے اس قسم کے گیند ایجاد کئے کہ رات کو شعلہ کی طرح روشن نظر آئے۔

اس قسم کی بہت سی ایجادیں ہوئیں جن کی تفصیل ایک مضمون میں سما نہیں سکتی۔

نفاست پسندی ضروریات کی وسعت۔ آسائش کے سامان تمدن کا سب سے مقدم اثر یہ ہوتا ہے کہ ضروریات معاشرت بڑھتے جاتے ہیں۔ مثلاً سادہ زندگی یہ ہے کہ زمین پر بیٹھے اور کیلے کے پتے پر کھانا رکھ کر کھا لیا۔ تمدن آتا ہے تو یہ سامان لاتا ہے کہ چاندنی کا فرش ہے۔ اس پر زیر انداز ہے

زیر انداز پر طشت یا سیلابچی۔ آدمی نے آفتابہ ہاتھ میں لیکر ہاتھ دھلوائے
پھر دستر خوان بچھایا گیا۔ رنگ بہ رنگ کے مختلف برتنوں میں کھانے
آتے۔ کھانوں کی مناسبت سے ہر ہر برتن کا رنگ۔ اور صورت
شکل مختلف ہے کھانا کھا چکے۔ تو طشت۔ سیلابچی۔ آفتابہ وغیرہ آیا
اب ہاتھ دھونے کے لئے بیسن بھی ہے۔ ہاتھ دھو کر رومال سے صاف
کیا یہ تو قدیم تہذیب تھی۔ نئے نئے فیشن نے اس پر اور بھی نئے نئے
حاشئے چڑھائے۔

ہندوستان میں مسلمان آئے تو یاوہ حالت تھی جس کی تصویر بابر
نے کھینچی ہے کہ لنگوٹے لگائے پھرتے تھے یا مسلمانوں نے ایک
ایک چیز میں تہذیب و تمدن کی ہزاروں شاخیں پیدا کر دیں۔ مثلاً
پہلے گھوڑوں پر ننگی پیٹھ سوار ہوتے تھے۔ یا نمل وغیرہ ڈال لیتے تھے۔
تیموریوں کے عہد میں گھوڑے کے لئے جو سامان پیدا ہوئے انکی
یہ تفصیل ہے۔

زین
اتنگ
پال پوش
بیشانی رو پاکھا۔
جھل
تختہ بند۔

پشت تنگ

تگس ران

تکتہ -

قیزہ -

دست مال

خرخرہ

رکاب -

آئین اکبری میں ان سب کی تصویریں بنی ہوئی ہیں -

گھوڑوں کی تربیت خدمت اور نگہداشت کے لئے جن نوکروں کی ضرورت ہوتی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے -

داروغہ[1] - مشرف[2] - دیدہ ور[3] - چابک سوار[4] - ناگوا[5] - بردھہ[6] -

بیطار[7] - نقیب[8] - مائیش[9] - جلو دار[10] - نعلبند[11] - زین دار[12] -

آب کش[13] - فراش[14] - سپند سوز[15] - خاک روب[16]

آئین اکبری میں ان سب کے کام اور اُن کے مشاہدے تفصیل سے لکھے ہیں

لنگوٹہ اور دھوتی کی بجائے کپڑوں کے یہ اقسام پیدا ہوئے -

دوتاہی - پشواز - شاہ آجیدہ سوزنی - قلمی - قبا - فرجی - فرغل - چکن

شلوار - جامہ - کلاہ - صدری -

قمیص - عبا - نیم تنہ - شلوکہ - کمرخہ -

ان میں آج بہت سے متروک ہیں -

زنانہ لباس اور زیور اور آرائش کے متعلق نور جہاں بیگم نے جو جو اختراعیں کیں۔ تہذیب و تمدن قیامت تک اسکے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ہندوؤں کا کیا ذکر ہے۔ مسلمانوں میں بھی نور جہاں سے پہلے زیورات بھدے اور ناموزوں ہوتے تھے۔ جیسے آجکل ہندوؤں کے ہوتے ہیں۔ لباس اور وضع قطع میں بھی نازک ادائیاں نہ تھیں۔ آج دلی اور لکھنؤ کی بیگمات کے لباس اور وضع کی تمام تراش خراش سب نور جہاں کے عہد کی یادگاریں ہیں جن میں خفیف تغیرات ہوتے گئے۔ خود جہانگیر کہا کرتا تھا کہ جب تک نور جہاں میرے گھر میں نہیں آئی۔ میں گھر کی زیب و زینت سے واقف نہ تھا[1]۔ مآثر الامرا میں ہے۔

اکثر زیور۔ ولباس و اسباب تزئین و تقطیع کہ معمول ہند است اختراعی و ابداعی اوست۔ مثل دودامنی جہت پشوازہ۔ و پنج تولیہ جہت اوڑھنی و بادلہ و کناری و عطر گلاب۔ و فرش چاندنی ہمہ وضع اوست۔

خافی خان لکھتا ہے۔

اقسام زیور و لباس زنان ہند کہ در محل بادشاہی و امرائے مغلیہ تا حال رواج دارد ہمہ وضع کردہ اوست۔ زیور و پیرایہ سابق کہ بسیار کلفت و بھا بود منسوخ ساخت

---

[1] تزک جہانگیری جلد اول صفحہ ۲۱۳۔

چاندنی کہ نقش الارعجیب فرش عیب پوش خانہ نامراد وگرد
پوش فرش دولت مندان است ودرشبہاے مہتاب
نمود خاص دارد و وضع کردہ ہمان ست ۔ واقسام غبس
بادلہ کہ قسم سنگین آں را بنام بادشاہ وکارخانہ موسوم
ساخت وجنس سبک کہ ازاں تمام خلعت عروس و
داماد مردم نامراد بہ پانزدہ وبست روپیہ تمام شود۔ ودیگر
تصرفہاے بجاے اوکہ برآ اوو برآے شاہ وگدا بکار آید زیادہ
ازانست کہ بتفصیل آں تواں پرداخت (صفحہ ۲۶۹)

آسایش اور آرام اور راحت کے جو ہزاروں سامان پیدا ہوئے ۔
انکا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان میں قدرتی تمام اشیا پیدا ہوتی
تھیں لیکن لوگوں کو ان سے کام لینا نہیں آتا تھا۔ مسلمانوں کی خوش مذاقی
شورہ
اور جدت طلبی سے ہزاروں چیزیں کام آئیں ۔ اور ایک نئی دنیا
پیدا ہو گئی ۔ شورہ یہاں کی خاص پیداوار ہے ۔ لیکن کسی کو ہزاروں
برس سے یہ خیال نہ آیا کہ اس سے پانی ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے حالانکہ
ٹھنڈے پانی کی ضرورت جس قدر ایسے گرم ملک میں ہو سکتی تھی۔
محتاج بیان نہیں ۔ برف بھی پہاڑوں سے آ سکتی تھی لیکن یہاں
کے لوگوں کو اپنی وحشیانہ زندگی میں آب سرد کی ضرورت کیا تھی ۔
لیکن مسلمان عجم سے آئے تو وہ ایسی زندگی کیونکر بسر کر سکتے تھے ۔ اکبر
نے شورے سے پانی کے سرد کرنے کا رواج دیا ۔ پہاڑوں سے برف

خس کی ٹٹی ۔ اگر بازاروں میں بکنے لگی۔ خس کی ٹٹی بھی اکبر ہی کی ایجاد ہے۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

بہ شورہ سرد کردن روائے گرفت ۔۔ واز شمالی کوہ برف وریخ آوردن کہ وہ دانست نیچے سست بود و لبس خنک آنرا خس گویند بہ فرمایش گیتی خدیو ازآں نے بستہ خانہا ساختن رواج یافت راز صفحہ ۶۔ جلد ۳)

عمارت فن عمارت میں جو نفاستیں اور ایجادیں پیدا ہوئیں ان کا بیان **تاج گنج** اور **جامع دہلی** کی زبان سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ ہندوؤں کے مکانات کی جو اصلی وضع تھی۔ اس کی زندہ مثالیں **بنارس** میں آج بھی ہزاروں موجود ہیں۔ یہ مکانات کروڑ پتیوں کے ہیں جن پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن دروازے اتنے اونچے ہیں کہ سرکش سے سرکش آدمی کو انکے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ ہوا کو تو کبھی کبھی ان میں آنے جانے کی اجازت مل جاتی ہے لیکن روشنی کو مشکل سے بار مل سکتا ہے۔ بلند دروازے۔ وسیع دالان۔ شاندار شہ نشین۔ مسلمانوں کی بدولت ملک میں رواج پائے۔

فنون لطیفہ یا فائن آرٹس یعنے **موسیقی** مصوری وغیرہ پر مستقل علیحدہ مضمون لکھونگا۔

(ختم شد)

آسان ہیں اور فروع میں بھی کوئی دشواری نہیں - مذہبی احکام میں آجکل جو سخت دشواریاں نظر آتی ہیں وہ زمانۂ انحطاط کے مولویوں کی پیدا کی ہوئی ہیں اسلام کے تمام احکام اصل میں نہایت سادہ و قریب الفہم ہیں ہر قوم اور ہر ملک کے لئے اسلام کی پابندی آسان ہے اور ہر حیثیت سے دنیا کے عالمگیر مذہب ہونے کی اس میں صلاحیت موجود ہے مؤلفہ شمس العلما مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مدظلہ العالی - قیمت ۳/

مسلمانوں کی تہذیب

یہ کتاب نواب محسن الملک مرحوم کی تالیف ہے - اس میں تاریخی واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اصل تہذیب کیا تھی - تہذیب کی ہر ایک شاخ میں انہوں نے کیسی حیرت انگیز ترقی کی تھی - مہذب دنیا پر انکا کیا اثر پڑا؟ اور یورپ نے کیونکر ان سے فائدہ اٹھایا - یہ مبارک تہذیب جو خاص اسلام نے پیدا کی تھی - اور شارع اسلام اس کے بانی تھے - زمانے نے کس طرح اس کو قبول کیا - اسلامی تہذیب کے خصائص کیا ہیں - تنزل کیونکر ہوا اور اسکے اسباب کیا ہیں؟ نہایت دلچسپ اور سبق خیز کتاب ہے - قیمت ۴/

تقلید و عمل بالحدیث

مصنفہ نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علیخاں صاحب مرحوم اس رسالہ میں سات مضامین ہیں (۱) مذاہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانہ کا حال (۲) مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کا زمانہ اور اسکا سبب (۳) مذاہب اربعہ کی کامل پابندی